سلسلہ اشاعت نمبر 1
آفتاب ہدایت کا پہلا اور تحریف سے پاک عکسی ایڈیشن
آفتابِ ہدایت
ردّ
رفض و بدعت
مع مناظراتِ ثلاثہ
مناظرِ اسلام فاتح رافضیت قاطع وہابیت شیرِ پنجاب حضرت علامہ
ابو الفضل محمد کرم الدین دبیر علیہ الرحمۃ بھیں ضلع جہلم
(متوفی ۱۹۴۶ء)
مسلک دبیر پر محرفین کے شبہات کا ازالہ
از میثم عباس قادری رضوی
ادارہ تحفظ عقائدِ اہلسنّت پاکستان

جاء الحق و زہق الباطل

رد عقائد و مسائل شیعہ میں جامع و لاجواب کتاب

موسومہ

آفتابِ ہدایت

ردّ

رفض و بدعت

مؤلفہ

شیر اسلام ابو الفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب دبیر

رئیس بھیں ضلع جہلم

مطبوعہ کریمی سٹیم پریس لاہور

تعداد جلد ایکہزار ۱۰۰۰

قیمت فی جلد [illegible]

جس کی طرف ان کے حکام اور قاضیوں کا میلان ہے۔ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور دوسری پر عمل کیا جائے) جائے غور ہے۔ کہ اہل بیت کو اہل السنۃ سے اس قدر دشمنی تھی۔ کہ اگر انکا قول مطابق کتاب اللہ اور سنت الرسول ﷺ بھی ہو۔ اور اسی کے مطابق ایئمہ کی حدیث بھی ہو۔ تو پھر بھی حتی الامکان اس کی مخالفت ہی کرنا چاہیئے کلاّ و حاشا۔ پاک لوگوں کی کسی سے عداوت نہیں ہوتی۔ جہاں حق مل گیا۔ سر جھکا دیا۔ انظر الی ما قال لا الی من قال ایک مسلم مقولہ ہے یہ سب کچھ سبائی کمیٹی کے ممبران کی گھڑت ہے۔ جو اسلام میں تفرقہ کی جاڑا ڈالنے کے لئے ایسے ایسے خرافات لکھدیئے گئے ہیں

نے فرو عت محکم آمد نے اصول ؛ شرم بائد از خدا و از رسول ؐ

اب ہم شیعہ کے بعض مسائل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے تعزیہ داری۔ ماتم۔ سینہ کوبی اور مرثیہ خوانی کا مسئلہ ہے جس کو شیعہ نے باعث نجات سمجھ رکھا ہے۔

تعزیہ و مرثیہ خوانی

واضح ہو کہ اسلام میں بدعات محرم کی ایجاد اختراعات شیعہ سے ہے۔ جو سنت یزید تازہ کرنے کے لئے سال بسال ماہ محرم میں کیجاتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ شیعیان حسین ؓ کیلئے نجات اخروی کے لئے اسیقدر کافی ہے۔ کہ سال بھر میں ایک دفعہ غم حسین ؓ میں سینہ کوبی کرلیں۔ ماتمی لوگ بغیر کسی پرسش کے سیدھے جنت میں چلے جائینگے۔ اور ان سے نہیں پوچھا جائیگا۔ کہ تم نے دنیا میں نماز۔ روزہ۔ حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض ادا کئے ہیں یا نہ۔ شیعہ کا یہ مسئلہ عیسائیوں کے مسئلہ صلیب سے کم نہیں ہے۔ جیسا کہ انکا اعتقاد ہے۔ کہ مسیح ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حضرات شیعہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ شہادت امام حسین ؓ ہے۔ ہمارے لئے صرف اتنا ضروری ہے۔ کہ اس واقعہ کی یادگار میں مجلس ماتم قائم کر کے خوب روئیں اور پیٹیں۔ ہم بخشے جائینگے۔ اور جنت ہمارے ہی لئے ہے۔ سنیوں کی کیا مجال کہ جنت کا نام بھی لے جائیں۔

ہم نے قرآن و حدیث اور دینی کتب کو چھان مارا۔ ہمیں اس مسئلہ کا کہیں کھوج نہیں مل سکا۔ شیعہ کی اپنی کتابیں بھی اس مسئلہ کی سخت مخالف ہیں۔ پھر معلوم نہیں۔ کہ شیعہ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ ہم شیعہ بھائیوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ تعزیہ مرثیہ خوانی کا شروع

کس پیغمبرؐ یا امامؑ سے ہوا۔ اگر کسی نبیؐ یا امامؑ یا صحابیؓ سے اس کی ابتدا ثابت نہیں ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ یہ سب کچھ بدعات محرم سے ہے۔ اور بس۔ اگر کہا جائے کہ واقعہ شہادت حسینؑ کے بعد اس کی ایجاد کی ضرورت ہوئی۔ تو ہم کہینگے۔ کہ اس سے پیشتر بھی کئی بزرگان دین شہید ہوئے ہیں۔ پھر کیوں سلف صالحین نے ایسا نہیں کیا۔

جناب امیر علیہ السلام نہایت بیدردی سے مسجد خانۂ خدا میں شہید کئے گئے جنکےؓ لئے ان کے غم میں مجالس ماتم قائم نہیں کیں۔ پھر حضرت امام حسنؓ بھی زہر خورانی سے شہید کئے گئے حضرت امام حسینؓ نے اپنے بڑے بھائی کے غم میں کبھی ماتم نہیں کیا۔ حضرت زین العابدین نے محشر خیز واقعہ کربلا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انہوں نے بھی ماتم نہیں کیا۔ نہ پیٹنے رونے کی رسم ادا کی ایسا ہی دیگر ائمہ عظام نے بھی کبھی تعزیے نہیں نکالے۔ پھر اُن سے بڑھکر کس شخص کو شہداء کربلاء کا غم ہوگا۔ کہ بغیر سوانگ نکالنے کے تسکین نہیں ہو سکتی۔ اسلام میں پہلا سانحہ عظیم وفات رسول مقبولؐ کا ہوا۔ مگر اہل بیت نے یا صحابہؓ نے کبھی نوحہ۔ بکا اور مرثیہ خوانی اور سینہ زنی کی رسم ہونے نہ دی۔ پھر کیونکر کہا جائے۔ کہ یہ نئی بدعات باعث ثواب اور موجب نجات ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالے نے جا بجا قرآن کریم میں مومنین کو صبر کی ترغیب دی ہے۔ اور مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے۔ کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچ جائے۔ وہ صبر سے کام لیتے اور معاملہ خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (اے رسولؐ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے۔ کہ جب انہیں کوئی دکھ درد پہنچتا ہے۔ کہتے ہیں ہم بھی خدا کے لئے ہیں۔ اور ہماری بازگشت اسی کی طرف ہے)

مسلمانوں کو ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (صبر اور نماز کے وسیلے سے مدد مانگو۔ اور یہ صبر و نماز بڑی شاق ہے ہاں ان ڈرنے والوں پر جن کو اسبات کا یقین ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں)

پھر معلوم نہیں۔ قرآن کے کس پارہ میں یہ آیت لکھی ہے۔ کہ کوئی واقعہ ہائلہ (مصیبت)

پیش آجائے۔ تو سوانگ بنا کر خوب جزع فزع کرو۔ کپڑے پھاڑ دو۔ رخسارے طمانچوں سے لال کر دو۔ سینہ کوٹ کوٹ کر لہولہان کر دو۔ شاید اُس قرآن میں یہ حکم ہو۔ جو سترہ ہزار آیۃ کا ہے۔ اور جو ابھی کسی گوشۂ غار میں مدفون ہے۔ یہ قرآن تو آیات صبر سے پڑ ہے۔ اور کسی ایک جگہ بھی جزع فزع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اصول کافی صـ۲۲۰ میں یہ حدیث لکھی ہے۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ ؑ قَالَ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَھَبَ الرَّاْسُ ذَھَبَ الْجَسَدُ کَذٰلِکَ اِذَا ذَھَبَ الصَّبْرُ ذَھَبَ الْاِیْمَانُ (امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ صبر ایمان کے سر کے جا بجا ہے۔ جب سر کٹ جائے۔ تو جسد بیکار ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی جب صبر چھوڑ دیا جائے۔ ایمان جاتا رہتا ہے) پھر جو لوگ برخلاف اس حدیث کے جزع فزع کرتے اور روتے پیٹتے۔ سینہ کوبی کر کے بے صبری دکھاتے ہیں بشہادت حضرت امام موصوف وہ بالکل بے ایمان ہیں۔ ائمۂ اہل بیت نے جزع فزع سے یہانتک منع فرمایا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت رانوں پر ہاتھ مارنا بھی موجب حبط اعمال قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فروع کافی جلد صـ۲۲۳ میں درج ہے۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ ؑ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ یَدَہٗ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِہٖ (اب برخلاف اس کے جو لوگ منہ پر طمانچے رسید کرنا اور سینہ کوبی کرنا موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ وہ امام صادق ؑ کے قول کی تکذیب کرتے ہیں)

اسبارہ میں قول فیصل جناب امیر علیہ السلام کا ایک قول ہے۔ جو نہج البلاغہ صـ۱۹۳ میں یوں درج ہے۔ وَمِنْ کَلَامٍ لَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَہٗ وَھُوَ یَلِیْ غُسْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَجْھِیْزَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِکَ مَالَمْ یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَیْرِکَ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَالْاَنْبَاءِ وَاَخْبَارِ السَّمَاءِ خَصَصْتَ حَتّٰی صِرْتَ مُسَلِّیًا عَمَّنْ سِوَاکَ وَعَمَّمْتَ حَتّٰی صَارَ النَّاسُ فِیْکَ سَوَاءً وَلَوْلَا اَنَّکَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَھَیْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَیْکَ مَاءَ الشُّؤُوْنِ۔

(امیر علیہ السلام نے رسول پاک کے غسل اور تجہیز کے وقت فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے وہ امور منقطع ہوئے ہیں۔ جو کسی اور کی وفات سے نہ ہو سکتے تھے۔ وہ امور نبوت اور اسلامی وحی ہے۔ آپ ایسے خاص ہوئے۔ کہ ماسوا رسے